رجسٹرڈ نمبر اے ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی می کرد — می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

جلد ۲ | شنبہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء مطابق ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ | نمبر ۱۲

ادبیات

نوجوانان وطن سے

(از ظفر عباسی صاحب کاکوروی)

بات کڑوی ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں میں
منہ سے فریاد نکل جائے تو معذور ہوں میں
ننگ زدا جو نہ فرماؤ گے یہ یاد رہے
صفحۂ دہر سے مٹ جاؤ گے یہ یاد رہے
اپنی اصلاح جو کرنا ہے تو جلدی کرلو
ورنہ پھر روؤ گے پچھتاؤ گے یہ یاد رہے
زندہ رہنا ہے تو رہنے کا سلیقہ سیکھو
جبل کی اپنے سزا پاؤ گے یہ یاد رہے
اپنے اعمال کی پروا نہ کروگے تم اگر
ٹھوکریں کھاؤ گے شرماؤ گے یہ یاد رہے
تفرقے دور کرو ورنہ ستم کے ہاتھوں
کھانے پینے کو ترس جاؤ گے یہ یاد رہے

اقوال

بخار کس کو آتا ہے

(از جناب [illegible] کاکوروی)

کم محنتی لڑکوں کو امتحان سے — بہانہ خور کو رمضان سے
بھلے مانسوں کو پولیس سے — مریضوں کو مونگ کی دال سے
اخبار والوں کو پریس ایکٹ سے — نئے ہاتھی کو آگ سے
شیر کو آگ سے

دنیا کیا ہے

(از جناب محمد رفیع صاحب کاکوروی)

خودپسندی کا مجموعہ — خود فراموشی کا ذریعہ
گندم نما جو فروشی کا بازار — بادہ نخوت کا سرشار
نیک و بد کا ذریعہ پہچان — حاسدوں کی دوکان
ایمان کی کسوٹی — ظاہر میں کھری باطن میں کھوٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۲ | کاکوری اخبار | نمبر ۱۲

تعلیم کا حاصل کیا ہے؟

مغربی زندگی کے مقابلے میں ہماری زندگی نہایت حقیر بالکل بے معنی اور صد درجہ ناقابل لحاظ ہے

علمی تحقیقات کا جہاں تک تعلق ہے ہندوستانی اپنے یورپین احباب کے ساتھ اس دوڑ میں نظر آتے ہیں لیکن جہاں تک ہمارے وطن عزیز کا تعلق ہے ہمارے علم میں تو کوئی صاحب بھی ایسے نہیں سنے گئے جو علمی و تحقیقی مذاق رکھتے ہوں۔ یہ کوئی راز نہیں کہ کسی ملک و قوم کی واقعی ترقی اس وقت تک ناممکن ہے جبتک اس میں ذہنی بیداری پیدا ہو اور اس کے حصول کا ذریعہ صرف تعلیم ہے مگر تعلیم سے مقصد اسکول اور کالج کی وہ کتابی تعلیم نہیں جس کا مقصود صرف سرٹیفکٹ و ڈپلومہ حاصل کرنا ہے بلکہ وہ تعلیم جو انسان کی معلومات عامہ میں اضافہ کرے اور اسکے اندر سوچنے اور سمجھنے اور کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں معاون ہو

ہمارا قصبہ اس وقت تک جہاں تک اسکولی و یونیورسٹی کی تعلیم کا تعلق ہے نمایاں حیثیت ضرور رکھتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں ایسے تعلیمی اداروں کی کمی ضرور ہے جو اصولی حیثیت سے بچوں کی صحیح طور پر تعلیم و تربیت کر سکیں اور ان کی دماغی اہلیت اور ذہنی میلان کے لحاظ سے صحیح معنی میں تعلیمی یا اصلاحی ادارے کہے جا سکیں۔ لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ اگر ایسے ادارہ نہیں ہیں تو ایسا لٹریچر بھی موجود نہیں جو ہماری دماغی و ذہنی اصلاح کر کے ہمارے معلومات علمی میں کافی اضافہ کر سکے اور ہم اس کے بعد پورے طور پر علم سے مستفیض ہونے کے اہل کہے جا سکیں

ہمارا مطلب اعلیٰ تعلیم سے تہذیب، اقتصادیات، سیاسیات اور زندگی آزادی و استقلال کے حصول سے ہے۔ صحیح معنوں میں یہ چیزیں اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب ہم اپنے آپ کو موجودہ حالات و ذوق کے مطابق دوسری قوموں سے اگر فائق نہیں تو کم سے کم انکے ہمدوش مساوی سطح پر کھڑا ہونے کا اہل ثابت کر سکیں۔ اپنی تہذیب، اقتصادیات اور سیاسیات کو خود سمجھیں دوسروں کے ذہن و دماغ پر ہمکو بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔

تعلیم کو محض اکتساب ملازمت کا ذریعہ سمجھنا موجودہ دور و حالات میں کہاں تک مناسب ہو سکتا ہے بلکہ تعلیم کو کسب مال جو کسی جائز طریقے سے یا علم کو علم کی حیثیت سے حاصل کر کے اپنے ملک و وطن کو فائدہ پہنچانے کا خیال اگر ہو تو فی الوقت ہمارے وطن عزیز ہی کے لئے نہیں بلکہ ملک و قوم کیلئے بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے

ہمارے قصبہ کی عام زبوں حالی اور ان بڑے بڑے خاندانوں کی جنھوں نے کسی زمانے میں انتہائی عروج و ترقی کے منازل طے کیے تھے کس مپرسی کی حالت محض اسکولوں کے سارٹیفکٹ یا یونیورسٹی کی ڈگریوں سے نہیں سُدھر سکتی ہیں۔ اب ہمکو انتہائی غور و خوض سے کام لینا ہے جو لوگ اپنی تعلیم ختم کر چکے ہیں اور حصول معاش کیلئے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں ان کو قلبی اطمینان حاصل ہونے اور جو کچھ انھوں نے محنت و تکالیف اٹھا کر اس وقت تک پڑھا ہے اس کے صحیح استعمال کا مناسب حل تجویز کرنا ہے اور سب سے زیادہ یہ امر غور طلب ہے کہ وہ بچے جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی ذہنی دماغی و جسمانی نشو و نما کے ساتھ ان کے رجحان طبع کا بھی اسی وقت سے جائزہ لیا جائے۔ اور اسی شاہراہ پر ان کو لگایا جائے جس طرف ان کی طبیعت کا رجحان ہو یا اگر وہ غلط راستہ پر ہوں تو جلد از جلد انکے اصلاح کی کوشش کر کے صحیح راہ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیجائے تاکہ موجودہ دور کی حالت نہ پیدا ہونے پائے۔ باقی -

عجائب و غرائب

مصر کا دریا، کولمبیا میں ایک دریا ہے جو ۱۰۰ میل تک بہتا ہوا اسکا پانی اسقدر ترش ہوتا ہے کہ کوئی مچھلی اسکے اندر زندہ نہیں رہ سکتی اُس کے پانی میں گندھک ۱۰۰۰ اور تیزاب ۱۰۰۰ حصہ ہے۔

گوونی گیلنٹی (Giovanni Galanti) ایک سو رسالہ اطالوی لڑکا، اپریل ۱۹۲۲ء میں جبکہ وہ اطالیہ سے امریکہ کا سفر کر رہا تھا لوگوں کیلئے تماشا بنگیا، اسکی آنکھوں میں کوئی خاص مرض پیدا ہو (باقی صفحہ ۴ پر)

نقوش

جوے کی کثرت: ہمنے پولیس و حکام ضلع کو متعدد بار توجہ دلائی کہ قصبہ میں قریب قریب علانیہ جوا ہوتا ہے ہم کو افسوس ہے کہ اسوقت تک کوئی توجہ اس طرف نہیں کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں نے نڈر ہو کر مختلف مقامات پر باقاعدہ اڈے قائم کر لیے ہیں۔ ایکطرف تو گورنمنٹ قانون قماربازی پر سختی سے عملدرآمد کرنے کی ہدایت کرتی ہے دوسری جانب نہ معلوم کیا اسباب ہیں کہ عوام میں اسکی زیادتی ہوتی جاتی ہے اور تقریباً کھلے بندوں لوگ اس میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ ہم نہیں کہسکتے کہ مقامی پولیس کو اس کی اطلاع ہے یا نہیں۔ بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ جب قصبہ میں اس قدر جوے کی زیادتی ہے تو پولیس لاعلم ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ منشی ابوالخیر صاحب انچارج تھانہ کاکوری اپنے علاقے میں اکثر وارادت کی تحقیقات میں مصروف رہنے کیوجہ سے باہر رہتے ہیں اور انکو قصبہ کے حالات سے انکے ماتحتین لاعلم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ہم افسران ضلع سے بصرف خاص طور پر توجہ کرنیکی درخواست کرتے ہیں اور یہ امر بھی نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ جوے کی کثرت کے باعث چوری اور اسی قسم کے دوسرے واقعات پیش آنیکے بظاہر اسباب معلوم ہوتے ہیں۔

جبریہ تعلیم کا انتظام: ہم دیکھ رہے ہیں کہ جبسے جبریہ تعلیم کا انتظام قصبہ میں ہوا ہے اور کہنے کو دو اسکول قصبہ کے اندر ایک کاکوری سے متصل درگاہ گنج میں قائم ہیں اسکولوں کے لیے عمارتیں اور اسٹاف موجود ہے اور طلبہ کی تعداد بھی تینوں مدرسوں میں دو سو سے زائد بیان کی جاتی ہے لیکن جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے ہمارے پاس بچوں کے بیشتر سرپرستوں نے اس امر کی شکایت کی ہے کہ مہینوں کے بعد بھی جانچ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ تعلیم میں جہاں دو چار ماہ پہلے تھے وہیں اب بھی ہیں۔ جہاں تک ہم کو تحقیقات سے معلوم ہوا ہے مدرسوں میں اسٹاف برا نہیں ہے۔ غور کرنے سے خرابی کا سبب جو ہماری سمجھ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ جبریہ تعلیم کے نفاذ کے وقت جو وعدہ کیا گیا تھا کہ بچوں کو کتابیں و جملہ سامان نوشت و خواند اسکول سے دیا جائے گا جسکی پابندی نہیں کی جا رہی ہے ایسی صورت میں کہ جب طلبہ کے پاس نہ کتابیں ہونگی اور نہ دیگر سامان تو ظاہر ہے کہ ان کی استعداد کیا بڑھ سکتی ہے استاد ونکا مدرسوں میں اسباق دیدینا تو کافی نہیں ہو سکتا جبتک طلبہ گھروں پر سبق یاد نہ کریں جب کتابیں وغیرہ نہ ہوں گی تو بچوں کا گھروں پر پڑھنا معلوم اغریب سرپرستوں کا بچوں کے لیے کتابوں کا مہیا کرنا آسان نہیں جبکہ بیچاروں کے پاس پیٹ بھرنے کو روٹی اور تن ڈھاکنے کو کپڑا نہیں ہے۔

سنا گیا ہے کہ سیشن کے ۴ ماہ گذرنے کے بعد اب اکتوبر میں ڈسٹرکٹ بورڈ نے بڑی فیاضی سے مختلف درجوں کیلئے ۵۰ جلدیں کورس کی کتابوں کی بھیجی ہیں جس میں ۱۰ جلدیں یک مدرسہ کے حصے میں آئی ہیں جس میں اس وقت ۹۰ طلبہ (لازمی) تعلیم پا رہے ہیں۔ اسی طرح آٹھ کتابیں دوسرے مدرسہ کو ملی ہیں جس میں تقریباً ۵۰ طلبہ ہیں جب صورت حال یہ ہے تو ظاہر ہے کہ نام نہاد جبریہ تعلیم سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ لڑکوں کے مدرسوں کا خاکہ ہے لڑکیوں کے مدرسوں کی حالت اس سے بھی بدتر ہو رہی گئی ہے کہ پورا سامان نہیں ہے۔ ہم جناب کمشنر صاحب بہادر لکھنؤ کو اس بدنظمی کی جانب خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بورڈ کی اس لاپرواہی کو جلد دفع کرنیکی طرف متوجہ ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۲)

کہ وہ آفتاب کی روشنی میں ان کو کھول نہیں سکتا لیکن شب کو اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہے، امریکہ کا محکمہ حفظان صحت کے افسر اعلیٰ نے اسکے لیے 'دو نوڑی' تجویز کی اور اسکو امریکہ میں داخل کی ماتعت کر دیا جون ۱۹۲۳ء میں ڈبلو، جی، اسکی ([illegible]) نے شہر لوڈی ([illegible]) کال ([illegible]) میں ایک لیمو تیار کیا تھا جسکا وزن ۴ پونڈ اور اسکا دور بائیس انچ تھا۔

حضرت عیسےٰ کی ولادت سن عیسوی کے سال اول میں نہیں ہوئی ہے، آپ کی ولادت سن عیسوی کے ابتدا ہونے سے چار سال قبل ہوئی۔ چھٹی صدی عیسوی کے مورخین اس عام غلطی کے ذمہ دار ہیں کہ حضرت عیسےٰ سن عیسوی کے پہلے سال متولد ہوئے۔

ایک آرزو

(قادری احمد محسن علوی پربھنی)

اے خداوند قدوس میں یہ نہیں کہتا کہ میری جہالت کو دور کر دے یا غفلت کے پردے کو عقل و گوش و چشم سے ہٹا کر میری زندگی کو درخشاں و تاباں بنا دے! میں یہ نہیں چاہتا کہ اپنی رحمت سے میری بصارت میں اضافہ کر دے تاکہ قدرتی رموز و نکات کو سمجھنے میں آسانیاں پیدا ہو جائیں اور نہ یہ خواہش ہے کہ زمانہ اور مقدر کی تحریرات میں کوئی ترمیم کر دے ——— !!

میں یہ نہیں عرض کرتا کہ غیبی رموز مجھ پر آشکارا کر دیئے جائیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ میری مشکلات کو حل کیا جائے۔ نہ میں آزادی کا طالب ہوں اور نہ اپنی محدود عقل کے دائرہ کے باہر جا کر تیری حکمت میں دخل کا خواہاں ہوں "رموز مملکت خویش خسرواں دانند" کے تحت منشاء ربانی سے واقفیت حاصل کرنا بھی میرے نزدیک نامناسب ہے۔ تیرے معاملات تو ہی بہتر جانتا ہے۔ کسی چیز کی تمیز نیک و بد بھی میرے واسطے دشوار ہے۔

تو نے اپنے فضل و کرم سے ہم کو اسکی تعلیم دی ہے کہ زمین کی کاشت کا موزوں وقت کون ہے۔ نوآکمات کے درختوں کی آبیاری کب کریں اور محنت و مزدوری کے بعد راحت و آرام کس طرح حاصل کریں جو کچھ علم تو نے ہم کو دیا ہے وہ بہت کافی ہے۔ ہم اس سے زیادہ علم کے طالب نہیں ہیں ——— !!

گل و خار۔ نیک و بد۔ پاکیزگی و غلاظت کی تمیز کر سکتے ہیں۔ مقدس نور سے بھی واقف ہیں جو رحیم و کریم منظر انسانوں کے دل پر دکھائی دیتا ہے۔ تیرے احکام و فرائض ہمارے قلوب میں موجود ہیں۔ ہم انکو سمجھ سکتے ہیں۔ اور تیرے ہر حکم کی تعمیل بسر و چشم منظور ہے ——— !

ہماری گزارش یہ ہے کہ اے رب العالمین ہم کو وہ عزم بالجزم عطا کر جسکے ذریعہ ہم اپنے ارادوں کو عمل میں لا سکیں۔ ہم میں وہ قوت پیدا کر دے جو حسب منشا محنت و مزدوری میں معاون ہو۔ ہمارے ارادوں میں وہ پختگی پیدا ہو جائے جس کی بدولت عزم و استقلال کے ساتھ معاملات دنیوی کا سرانجام ہمارے واسطے آسان تر ہو جائے۔ اس قدر وسیع اور عمیق علم کے ساتھ وہ قوت عمل درکار ہے جس کی مدد سے ہم عالم باعمل بن سکیں اور ایسی یادگار چھوڑ جائیں جو آنے والی نسلوں کے لئے شمع ہدایت کا کام دے سکے ——— !!!

بقیہ مضمون صفحہ ۶

فرحت کی طرحی و غیر طرحی دونوں غزلیں حاضرین نے بہت پسند کیں اور ہر شعر پر کافی داد ملی۔

(۲) معلوم ہوا ہے کہ منشی عبدالرحمن علوی صاحب بی۔ اے سب اسسٹنٹ انسپکٹر، مدارس بہرائچ سے گونڈہ تبدیل ہو گئے ہیں

(۳) تنہا صاحب سکریٹری بزم ادب، کاکوری، اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۹؍اکتوبر ۳۶ء کو بعد نماز جمعہ بمقام ابرار منزل (اسٹار ہال) بزم مشاعرہ منعقد ہوگی۔ مصرعہ طرح۔ جس تنہا محو تماشائے لب بام ابھی قوافی۔ بام ابھی۔ جام ابھی وغیرہ پابندی وقت کا لحاظ رکھنے کی گذارش کیگئی ہے۔

حیدرآباد کی اطلاع

(۱) کاظم رضا صاحب ایم۔ اے کے متعلق کسی گذشتہ اشاعت میں میعادی بخار میں مبتلا ہونے کی خبر درج ہو چکی ہے۔ اب بفضلہ اچھے ہیں لیکن ابھی بہت ضعف ہے۔ خدا کرے جلد قوت عود کرے۔ معلوم ہوا کہ بخار اٹھارہ دن میں اترا اور تقریباً پچیس دن کامل اتنے عرصہ تک صرف آبجو بطور غذا ملتے رہے

(۲) مولوی سید ظہور الدین احمد صاحب، منصف جج، کو خارشت ہو گئی تھی۔ بمقابلہ پہلے کے تکلیف میں کمی ہے ہنوز ازالہ مرض نہیں ہوا ہے غسل سے علاج ہے۔ خداوند تعالے صحت عاجلہ عطا فرمائے

(۳) مولوی نظام الدین حیدر، عباسی، ڈائرکٹر، محکمہ زراعت کے تلوے اور پیر کی انگلیوں میں پھنسیاں نکل آئی تھیں جس کی وجہ سے چلنے پھرنے میں کچھ تکلیف رہی اب بفضلہ سکون ہے اور زرعی کانفرنس میں شرکت کے لیے منجانب ریاست شملہ گئے ہیں

"دبیر حسن"

ایک طلسمی واقعہ

از مصلح الدین احمد، اسیر

آج صبح جب میں اپنے بستر سے اٹھا تو کچھ ضعف اور اعضا شکنی کی کیفیت محسوس ہو رہی تھی ساتھ ہی ساتھ ایک ہیبت تھی کہ طاری تھی اور دل و دماغ بالکل ساکن، ہر سبب غور کرنے پر بھی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا، میں اپنے کمرہ میں ساکت و صامت مبہوت بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر گذر جانے کے بعد سامنے کی کھڑکی سے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آیا جس نے میرے مختل الحواس اور پریشان خیال دماغ کا پارہ معیار صحیح پر قائم کر دیا، اب میری وہ کیفیت کہ جیسے میں کھویا سا جاتا تھا رفو چکر ہو گئی۔ لمحہ لمحہ خیالات کی ڈاک گاڑیاں میرے دل و دماغ میں دوڑتی پھرتی نظر آنے لگیں اور میں غور و فکر میں منہمک تھا۔

کس فکر میں؟ اس کا اب تک مجھے بھی علم نہ تھا۔ پھر غور کیا کر رہا تھا؟ کیا جاؤں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے میں نے آج شب کو کوئی خواب! ہاں نہایت عجیب خواب!! دیکھا ہے، کیا خواب؟ یہ مجھے یاد نہ تھا، مگر یہ خیال دل و دماغ پر محیط تھا کہ آج کوئی تازہ واقعہ رونما ہوا ہے،

واقعہ! یا اللہ! کیا واقعہ؟ کیا واقعی میرا تخیل اس وقت میرا ساتھ دے رہا ہے؟ یا اب بھی میں خواب ہی سے ہمکنار ہوں؟

میں اپنے خیالات کو تول رہا ہوں اپنے حواسوں پر زور دیکر غور کر رہا ہوں مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا صرف ایک ہیبت ہے کہ دل و دماغ پر قبضہ کئے ہوئے ہے ایک خوف ہے کہ لرزہ براندام کئے ڈالتا ہے،

یا اللہ! کیا معاملہ ہے؟ میں آج شب کو کہیں گھر سے باہر بھی نہیں گیا، رات کو کوئی ملاقاتی بھی مجھ سے ملنے نہیں آیا۔ پھر کیا قصہ ہے؟ ضرور میں نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے، دبیر حسن بھی کل شب کو نہیں آئے مگر پھر ان کی شکل، اُف کس قدر خوفناک شکل ہر در و دیوار پر کیوں نظر آتی ہے، کیا ابھی تک میں محو خواب ہوں؟ نہیں .... کبھی نہیں .... میرا دماغ بالکل ٹھیک کام کر رہا ہے۔ میرے حواس برجا ہیں، میری آنکھوں کے روبرو کمرہ کی ہر ہر چیز اسی طرح رکھی ہوئی ہے جیسے کہ پیشتر رکھی گئی تھی، پھر یہ خوف کا عالم کیسا؟ یہ ہراس کاہے کو؟ ارے وہم اور اسقدر عجیب! دبیر حسن، کو اس سے واسطہ؟ میری طبیعت کو کیا ہو گیا ہے؟ کل دوپہر کو میں دبیر حسن، سے ملنے بھی تو گیا تھا ان کے .... مکان .... پر؟ ارے نہیں! وہ خود مجھ کو مل گئے تھے؟ جب میں بجلی والی گلی سے ہوتا ہوا .... کہاں گیا تھا .... شہر کے کنارے .... بہت دور .... نکل گیا تھا۔ ہاں! ٹھیک ہے ایک پر فضا وسیع باغ میں جہاں ایک سنہری، رنگ برنگی چڑیا جگنو بنی تھی جس کو پکڑنے کیلئے میں بہت بیقرار تھا، جیسے جیسے میں قدم آگے بڑھاتا جاتا تھا وہ بھی اس قدم پر ٹھیک اس قدم پر میرے سامنے آہستہ آہستہ چلی جا رہی تھی یہانتک کہ شام ہوئی اور وہ چڑیا جگنو پکڑ نہ ملی۔ وہیں سامنے .... تھوڑی دور .... ایک فلک نما .... پھاٹک بھی تھا۔ جہاں میرا دوست دبیر حسن، مسکراتا ہوا میری نظروں کے سامنے تھا! اس نے آگے بڑھکر میرا استقبال کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر پھاٹک کے اندر لے گیا، اس پھاٹک کے اندر ایک نہایت ہی خوش قطع باغیچہ تھا، جس کی صاف ستھری آراستہ پیراستہ روشوں پر میں بہت دیر تک اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ٹہلتا رہا، اور اسکے گلہائے رنگا رنگ کی دلآویز و مست کر دینے والی خوشبو میری مشام جان کو معطر کرتی رہی، اسکا لہلہاتا سبزہ زار اور بوقلمونی پھولوں سے لدی ہوئی کیاریاں میری آنکھوں کو تراوٹ اور دماغ کو تازگی بخشتی تھیں، مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں باغ رضوان کے ایک خطہ میں مصروف گلگشت ہوں۔

تھوڑی دیر بعد دبیر حسن، ایک زرنگار دروازہ کیجانب بڑھا جس کے آہنی کنواڑوں پر ایک رنگین شیشوں کی چق آویزاں تھی، دبیر حسن، نے چق اٹھا کر مجھ سے اندر داخل

ہونے کو کہا اور خود بھی میرے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔

یہ مکان تو تھا پرانی وضع کا، مگر اسکی استرکاری، اس کی قلعی، صفائی بہتری اسباب کے ریشمی پردے اس کے نفلی قالین، اسکا زرافشاں ساز و سامان اس بات کی شہادت دیتا تھا کہ اسکا مکین کوئی شوقین مزاج رئیس ہے، اسکے اندر آمنے سامنے ہر چہار جانب مختصر دالان تھے اور دالانوں کے پیچھے کمرے تھے جس میں سے ایک دالان میں "دبیر حسن" کے ساتھ میں بھی داخل ہوا اور وہاں سے گذر کر پھر ایک کمرہ میں، جہاں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی؛

میرے دل کو یہ خیال بار بار ستا رہا تھا کہ یا اللہ یہ کون سی جگہ ہے اس کا مالک کون ہے؟ اور یہ "دبیر حسن" اس جگہ کیونکر پہونچا؟ میں ہر چند اس سے یہ سوال کرنا چاہتا تھا مگر ایک نامعلوم قوت میرے منہ پر ہاتھ رکھدیتی تھی، "دبیر حسن" نے مجھے اس کرسی پر بیٹھنے کو کہا، جس کی میں نے تعمیل کی اور وہ خود مجھے مصروف انتظار چھوڑ کر کہیں چلا گیا کہاں چلا گیا؟ اس کا مجھے علم نہیں، بہر حال بہت دیر ہو گئی اور وہ پس نہ آیا، عرصہ تک تنہا بیٹھے بیٹھے میں تھک گیا، جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا میری پریشانیوں میں اور اضافہ ہوتا جاتا تھا گھر بالکل سنسان معلوم ہوتا تھا، کسی متنفس کی سانس کی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی، فضا بالکل خاموش تھی غرضکہ گھر بھر میں مجھے اپنے سوا کوئی دوسرا نظر نہ آیا، میں اس طویل عرصہ میں اپنے خیالات بے پایاں کے سمندر سے چونک چونک کر کبھی کبھی "دبیر حسن"! "دبیر حسن"! کی آوازیں بھی دیدیتا تھا، مگر وہاں صدائے برنخاست کا مضمون رہا گویا کوئی سننے والا جواب دینے والا تھا ہی نہیں، اس خیال سے میری وحشت اور بھی دیوانگی سے بدلتی جاتی تھی اور رات بھی بھیگ گئی تھی،

(باقی آئندہ)

۱۴؍وقت "بزم ادب" کا مشاعرہ سحر طراز ادیب حاجی مولوی امیر احمد علوی صاحب بی اے پنشنر ڈپٹی کلکٹر کی صدارت میں بمقام ابرار منزل (ساگر تالاب) انعقاد پذیر ہوا۔ سامعین و شعرا کا مجمع کافی تھا "فرحت" "سخن" "اظہار" "لقا" "صفا" "راحت" کی غزلیں کامیاب رہیں (بقیہ مضمون صفحہ ۲ پر ملاحظہ ہو)

بقیہ مضمون صفحہ ۳

عنقریب روانگی کا قصد ہے۔ خدا کرے ریڈیو کے طریقہ علاج سے گلٹی تحلیل ہو جائے اور ان کی تکالیف رفع ہوں

(۲) بابو جگدیش نرائن (محلہ کاستھان) کی اہلیہ کو بخار ابھی آ رہا ہے۔ کمزوری بیحد بڑھ گئی ہے پھوڑہ جس کا اپریشن ہوا تھا اسکی حالت اچھی ہے اور زخم کا بڑا حصہ مندمل ہو چکا ہے۔ سابقہ بخار کے علاوہ دوسرے تیسرے دن سردی کے ساتھ بھی بخار آ جاتا ہے جو ملیریا کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مریضہ کو صحت عاجلہ عطا فرمائے۔

(۳) معلوم ہوا کہ منشی علی احمد صاحب (قاضی گروہی) شدید نزلاوی بخار میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ جلد صحت کلی عطا فرمائے۔

چوریاں

(۱) ۵ و ۶؍ اکتوبر کی درمیانی شب میں رجن تقال (بستی رام گنڑہ) کے یہاں چھت میں نقب لگا کر چور اندر مکان کے داخل ہو کر تقریباً ہزار بارہ سو کا مال اٹھالے گئے۔

(۲) اسی دن مساۃ رادھا زوجہ سنیل کمار (محلہ کاستھان) کے یہاں بھی جبکہ مساۃ مذکورہ رس کا تماشہ دیکھنے گئی تھی اور مکان میں باہر سے قفل لگا دیا تھا۔ قفل توڑ کر چور مکان میں داخل ہوئے اور سامان اٹھالے گئے۔

(۳) ۷ و ۸؍ اکتوبر ۳۶ء کی درمیانی شب میں تقریباً ۱۲ بجے شنکر تقال (بستی رام گنڑہ) کے پشت مکان سے سیڑھی لگا کر چور مکان میں داخل ہوئے۔ چوکیدار کی آنکھ کھل گئی اس نے شنکر کو آواز دی۔ اس کے پکارنے پر چوروں نے اس پر حملہ کیا اور لاٹھی سے اسکے کچھ ضرب آئی۔ شنکر کے پہونچنے پر اسکو زد و کوب کیا اور کافی ضربات پہونچائیں۔ شنکر کی زوجہ کے شور و غل کرنے پر محلہ کے لوگ جمع ہو گئے تو چور بھاگ گئے کوئی چیز نے بجا سکے۔ کہا جاتا ہے کہ چور ہاف پینٹس اور نیکر پہنے ہوئے تھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سیڑھی محلہ ولی گنج کے کسی کے یہاں سے اٹھا کر لائے تھے۔ روزانہ کسی نہ کسی محلہ میں چوری

متفرقات

(۱) ۸؍ اکتوبر ۳۶ء کو ۸ بجے شب کے ۴۴

وطن کی خبریں

نوٹ :- اعزہ، احباب اور سب اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ **اڈیٹر**

موسم | دن کو ابھی دہوپ میں حدت محسوس ہوتی ہے۔ گذشتہ عشرہ میں ایک جھیلا پانی برس گیا تھا جسے رُت بدل گئی۔ پانی برسنے کے بعد کئی دن تک ہوا میں کافی خنکی رہی اور بعد غروب آفتاب زیر سماں بیٹھنا بھی باعث تکلیف تھا اور رات گئے تو کمروں میں ضائی اوڑہنے کی ضرورت ہوتی تھی لیکن کئی دن سے ۸-۹ بجے شب تک صحن میں بیٹھنے کو جی چاہتا ہے۔ ۱۲ بجے کے بعد کچھ سردی معلوم ہوتی ہے مجموعی حیثیت سے موسم خوشگوار ہے۔ اگر بارش ہو گئی جس کی ضرورت زراعت کے لیے بیان کیجاتی ہے تو دہوپ میں بھی گرمی کم ہو جائے گی۔

آب وہوا :- فصلی و نزلاوی بخار کی شکایات ابھی سنی جا رہی ہیں برساتی پھنسیوں سے اب لوگوں کو نجات ہونے کی اطلاعات مل رہی ہیں لیکن ابھی یہ شکایت پورے طور پر دفع نہیں ہوئی ہے۔

تقریبات :- (۱) شاہ فصاحت علیصاحب، منیجر سالی، اسٹیٹ، نے ۲ و ۳ اکتوبر ۳۷ء کے درمیانی شب میں اپنے صاحبزادہ شاہ محمد مجتبےٰ کی تقریب عقد کے سلسلہ میں بمقام لکھنؤ اپنے اعزہ اور احباب کو ولیمہ کی پرتکلف و شاندار دعوت دی۔ کاکوری اور ملیح آباد وغیرہ کے اعزہ کے علاوہ لکھنؤ کے بہت سے سر برآوردہ علما، وکلا، بیرسٹر، اطبا ڈاکٹر اور دیگر معززین نے شرکت کی تھی۔ چھوٹی مہارانی صاحبہ محمود آباد کے دونوں صاحبزادے بھی شریک تھے۔ کھانے میں متعدد اقسام نمکین و میٹھے کے اور سب نہایت لذیذ و خوش ذائقہ تھے۔ کھانے کا سلسلہ ۱۰½ بجے رات تک رہا۔ ۱۱ بجے سے ارباب نشاط کا جلسہ ہوا جس سے حاضرین نے تقلیل غذاؤں کے بعد نہ صرف روحی انبساط حاصل کیا بلکہ چہرہ برن کا کام دیا معلوم ہوا کہ زنانہ میں بھی لکھنؤ، کاکوری و ملیح آباد وغیرہ کی بیبیاں موجود تھیں۔ کرسی کو بجلی کے رنگین قمقموں سے آراستہ کیا گیا تھا اور جملہ انتظامات نہایت سلیقہ سے کیے گئے تھے۔

محمد مجتبےٰ سلمہٗ کا عقد نکاح علیگڈھ میں شیخ سرور علی قدوائی صاحب (جگور) کی صاحبزادی سے دو روز قبل ہوا تھا اور ۳ ستمبر ۳۷ء کو دلہن لکھنؤ بیاہ کر آئی تھی۔ ہم شاہ فصاحت علیصاحب اور ان کی اہلیہ کو فرض سے سبکدوش ہونے اور بخیر و خوبی تمام امور سے فراغت پانے پر ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کرتے ہیں۔

(۲) ۷-۱۰ اکتوبر ۳۷ء کو قاضی خادم حسین علوی صاحب، وکیل (امام باغ) کی صاحبزادی کا عقد نکاح مولوی کلیم الدین علوی بی۔ اے ایل ایل بی۔ وکیل کے ساتھ بمقام لکھنؤ بہت سادہ و شرعی طریقہ پر عمل میں آیا۔ ہم قاضی صاحب کو فرض سے ادائی اور مولوی کلیم الدین علوی صاحب کو خانہ آبادی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(۳) ۱۲ اکتوبر ۳۷ء کو سید افتخار حسین مرحوم، ڈپٹی کلکٹر (پنشنر) و چیف جج ریاست جے پور کی چہوٹی صاحبزادی کا عقد ڈاکٹر اطہر علی قدوائی خلف شیخ صفدر علی قدوائی صاحب (جگور) سے ہوا۔ بارات علیگڈھ سے (جہاں اطہر علیصاحب پریکٹس کرتے ہیں) آئی تھی اور اسی دن رخصتی عروس عمل میں آئی۔ ہم سید صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور دونوں صاحبزادوں کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(۴) اہلیہ شیخ شوکت علی عباسی (احاطہ غلام جیلانی) کے یہاں لڑکا تولد ہونے کی خبر گذشتہ کسی اشاعت میں درج ہو چکی ہے طویل عرصہ تک لکھنؤ کے مشن ولیڈی ڈفرن اسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد ۱۰ اکتوبر ۳۷ء کو صحت و تندرستی کے ساتھ بعد تقریب غسل چلا کاکوری واپس آ گئی ہیں۔ بچہ بھی بخیریت ہے۔

مسلمانوں کا اجتماع اور مسلم لیگ کا قیام

۱۰ اکتوبر ۳۷ء کو زیر صدارت الحاج مولوی امیر احمد علوی صاحب سب جج پنشنر (بی۔ کلکٹر) مسلمانان کاکوری کا ایک جلسہ انعقاد پذیر ہوا۔ حافظ خلیل الرحمن صاحب نے تلاوت کلام پاک سے کارروائی جلسہ کا آغاز کیا۔ اس کے بعد قدر کاکوری نے مسلمانوں کی تباہی پر ایک نظم کے چند بند پڑھے۔ بعدہ مولوی احسن مجتبےٰ علوی صاحب نے مختصر

مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور مسلمانوں کو زیادہ تعداد میں مسلم لیگ میں شریک ہونے اور اسکے سالانہ اجلاس میں جو ۱۵ اور ۱۶ و ۱۷ر اکتوبر ۳۷ء کو لکھنؤ میں ہونے والا ہے شرکت کرنے کی پُرزور تحریک کی اور مسلمانوں کو اپنی تنظیم کرنے اور اپنے واحد ادارہ مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کا مشورہ دیا ساتھ ہی کانگریس میں جانے سے مسلمانوں کا جماعتی حیثیت سے جو نقصان ہے اسکو بتلایا۔ اس کے بعد قاضی ولی حیدر خانصاحب عباسی نے مسٹر محمد علی جناح، صدر آل انڈیا مسلم لیگ پر کامل اعتماد کا رزولیوشن پیش کیا جس کی تائید قاضی راشد علیخاں عباسی حسن ایم اے نے کی اور جملہ حاضرین نے بالاتفاق اس تجویز کو منظور کیا۔ دوسری تحریک کاکوری میں مستقل مسلم لیگ کمیٹی قائم کرنیکی مولوی احسن مجتبے علوی صاحب نے پیش کی جس کی تائید سید محمد مشیر الدین نے کی اور یہ رزولیوشن بھی بالاتفاق منظور ہوا۔ سید محمد مشیر الدین کی تجویز اور اکثر حاضرین کی تائید پر صدر، نائب صدر، سکریٹری و اسسٹنٹ سکریٹری کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور ۱۲ ممبروں کی ایک کمیٹی انتظامی کا بنانا بھی طے پایا جلسہ ہی میں ۸ ممبر منتخب ہوگئے اور ۴ ممبروں کے انتخاب کا حق کمیٹی کو دیا گیا۔ جلسہ میں وہ لوگ جنھوں نے پہلے ممبری کی فیس نہیں دی تھی ۲ر داخل کر کے ممبر بنے اور بہتوں نے اپنے نام ممبری کے لیے لکھائے اور مقررہ چندہ ۲ر سالانہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ جلسہ نے متفقہ طور پر یہ بھی طے کیا کہ جلد از جلد کاکوری مسلم لیگ کمیٹی کے الحاق کی کارروائی عمل میں لائی جائے اور سکریٹری کو اس اجتماع کی کارروائی اخبارات میں بھیجنے کی ہدایت کیگئی۔ صدر کے شکریہ پر جلسہ کامیابی کے ساتھ برخاست ہوا۔ (عہدہ داران و ممبران کمیٹی انتظامی کے نام آئندہ شایع کیے جاینگے)

عظیم الشان دنگل

۱۰ر اکتوبر ۳۷ء کو قائمل اسکول کی فیلڈ میں بڑا دنگل زیر سرپرستی قاضی لیعد خانصاحب عباسی منعقد ہوا۔ اکھاڑہ پر بہت بڑا شامیانہ نصب کیا گیا تھا تمام فیلڈ اور اکھاڑہ کو رنگین جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ مقامی پہلوانوں کے علاوہ لکھنؤ کے مشہور پہلوانوں، صادق و صمد کے اکھاڑوں کے پہلوان بھی آئے تھے۔ چند پنجابی پہلوان اور دیگر اکھاڑوں کے بھی پہلوان بکثرت شریک تھے ۴۴ کشتیاں ہوئیں جن میں ۲۵ کشتیاں قابل دید تھیں دنگل بہت کامیاب رہا مجمع چار ہزار کے قریب کہا جاتا ہے۔ محمد بھائی عبدالسلام خاں، مرزا سکندر بیگ۔ علی بخش۔ بھیا لعل۔ پروپرائٹر نجنے وغیرہ نے دنگل کو کامیاب بنانے میں بڑی کوشش کی۔ ہر پہلوان کو رنگین صافے اور عمدہ قسم کی مٹھائی دیگئی اور اچھے لڑنے والوں کو ۸ر سے لیکر ۵ر تک انعام و کرایہ آمد و رفت قاضی صاحب نے اپنی جیب خاص سے عطا فرمایا۔ قرب و جوار کے علاوہ لکھنؤ سے بھی بکثرت تماشائی آئے تھے۔

صحت و سکون

(۱) بیوہ منشی حبیب اللہ مرحوم کو بفضلہ اب بخار نہیں ہے صرف ضعیف کمزوری باقی ہے جو بتدریج رفع ہو جائے گی۔

(۲) اہلیہ منشی سراج احمد علوی بی اے کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ گذشتہ سے پیوستہ عشرہ میں بیمار ہوگئی تھیں کسی ہرپلے کیڑے نے کاٹ لیا تھا جس کی وجہ سے گردن میں ورم ہوگیا تھا اور سوزش وغیرہ کی تکلیف کئی دن رہی۔ اسی تکلیف سے شدید تشنج دورہ بھی ہوگیا تھا۔ اب بفضلہ تعالے بالکل اچھی ہیں

(۳) اہلیہ قاضی راشد علیخان کو گذشتہ عشرہ میں شدید بخار آیا تھا جس کو ڈاکٹر صاحب نے میعادی بخار تجویز کیا تھا چودھویں دن بخار میں کمی ہوئی ضعف بہت ہے اور غذا ابھی تک پوری نہیں مل رہی ہے۔ کمزوری انشاء اللہ بتدریج دفع ہوجائیگی

(۴) قاضی انتظار علیخاں عباسی صاحب کے اس وقت تک کل دانت کئی کئی دن کے وقفہ سے نکالے جاچکے ہیں آخری چند دانتوں کے نکالنے میں تکلیف زیادہ ہوئی اور خون بھی بہت نکلا جس سے کسیقدر ضعف بڑھ گیا ہے لیکن بفضلہ طبیعت بحال ہے اور اعصابی شکایتوں میں کمی ہے۔

علالتیں

(۱) منشی احمد حسین علوی، بی اے کو گلٹی کی تکلیف بدستور ہے پٹنہ ریڈیو کے علاج کے لیے کیونکہ ابھی تک وہاں انتظام نہونے کیوجہ سے نہیں جاسکے ہیں (بقیہ مضمون صفحہ پر ملاحظہ ہو)

دی یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال املی) سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا